عصری نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کا مختصر جائزہ

امجد علی شاکر - بصیر پور (ساہیوال)

چند ماہ سے الحق میں دینی مدارس کے نصابِ تعلیم کے بارے میں بحث چل رہی ہے۔ اس بحث میں چٹان لاہور بھی ایک حد تک شرکت کر رہا ہے مگر میرے خیال میں یہ بحث صرف دینی مدارس کے نصاب تک ہی محدود نہیں رہنی چاہیئے بلکہ دنیوی تعلیم گاہوں کے نصاب و نظام سے بھی اہلِ نظر آشنا ہو جائیں۔

دینی مدارس کے نصاب کے بارے میں تنقید و تنقیص کا مواد وہی اذہان ڈھونڈتے اور چن چن کر اکٹھا کرتے رہے جو دنیوی تعلیم گاہوں کے نصاب کے سانچے میں ڈھلے اور وہی قلم اس کے لئے وقف رہے جو سکول و کالج کی تعلیم سے تیار ہوئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنے نصاب پر غور کر کے اسے تبدیل کرانے کی سعی کرتے اور اپنے نصاب کی نگاہوں سے شہتیر ہٹاتے مگر ان لوگوں نے اپنے نصاب کی طرف سے نگاہیں بند کر کے انہیں دینی مدارس کے نصاب پر مرکوز کر دیا اور بڑی محنت و کاوش سے دینی مدارس کے نصاب کی نگاہوں کے تنکے چن چن کر الفاظ و مطالب کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کرتے رہے۔ اگر یہ لوگ اپنے نصاب کی طرف بھی ایک لمحے کے لئے غور کر لیتے تو یہی کہتے نظر آتے ۔ ع الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا!

زیرِ نظر مضمون میں میں دنیوی مدارس کے نصابِ تعلیم اور طریقِ تعلیم پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے مختصر تبصرہ پیش کروں گا۔

مقصدِ تعلیم | اس تعلیم کے حصول کا مقصد حصولِ علم ہرگز نہیں ہوتا۔ صرف نوکری کا حصول ہی مدِنظر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبہ سندِ فراغت سے نوکری کو عزیز خیال کرتے ہیں اور یہی چیز اس نصابِ تعلیم کی سب سے بڑی خامی ہے اور علم و دانش کی از حد تحقیر ہے۔ اسی بنا پر محنت و کاوش تعلیمی اداروں میں مفقود نظر آتی

ہے بلکہ منکرات میں شمار ہوتی ہے کیونکہ امتحانات میں کامیابی کے لئے محنت سے زیادہ نقل، رشوت اور دوسرے غیر آئینی ذرائع مفید خیال کئے جاتے ہیں۔

روحِ تعلیم اس نصابِ تعلیم کی تہوں میں یہ جذبہ پنہاں نہیں کہ اس تعلیم سے ایسے لوگ تیار کئے جائیں جو صحیح معنوں میں سچے مسلمان اور شریف شہری ہوں بلکہ اس نصاب کے خالق لارڈ میکالے کے مدِنظر ایسے لوگوں کا تیار کرنا مقصود تھا جو جسم و جان کے لحاظ سے تو پاکستانی ہوں لیکن ذہناً انگریزوں کے غلام ہوں جن کے ہاں اخلاق و شرافت اور صداقت و دیانت جیسی چیزیں متروکات میں شمار ہوں۔ اور وہ اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب ہوا۔ اور اس نصاب سے ایسے لوگ تیار ہوئے جو ذہنی اور دماغی لحاظ سے انگریز کے ہر طرح غلام بنتے اور مغرب کی ہر طرح پیروی کرنا ان کے ہاں منجملہ عبادات تصور ہوتا ہے۔ اور مغرب کی ہر فکر اور ہر نظریہ ان کے ہاں صحائف آسمانی سے بھی بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مغربی فیشن کی پیروی ہمارے ملک میں لازم خیال کی جاتی ہے۔ اور ہر مغربی فکر اور نظریہ کے علمبردار ہمارے ملک میں برسات کے دنوں میں مینڈکوں کی طرح عام نظر آتے ہیں۔

تربیت کا فقدان تعلیم کا مقصد علم و فکر سے آگاہی ہی نہیں اخلاقِ حسنہ کی ترویج اور اخلاقِ شنیع سے پرہیز بھی لازمی ہے۔ مگر ہمارے ہاں کے دنیوی مدارس کی لغت سے ہی تربیت کا لفظ خارج خیال کیا جاتا ہے۔

محدود نصابِ تعلیم ہمارے دنیوی تعلیمی اداروں کا نصاب اس حد تک محدود اور کمزور ہے کہ اس مضمون میں خصوصیت (M.A) کی ڈگری حاصل کرنے والے طالب علم کا علم بھی اس مضمون کے بارے میں قابلِ اعتبار نہیں ہوتا اور اس قسم کے لطیفے ظہور میں آتے رہتے ہیں جس طرح کسی کانوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر نے ایک مریض کا کان دیکھ کر کہہ دیا تھا۔ اُف! میں دائیں کان کا سپیشلسٹ ہوں، بائیں کان کا نہیں۔ اور مزہ یہ کہ اس وقت دایاں کان ہی دیکھ رہے تھے۔

ناقص نصابِ تعلیم نصابِ تعلیم اس قدر ناقص اور کمزور ہے کہ کورس کی کتابوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا خصوصاً ہمارے ہاں کی تاریخ کی کتابیں اہلِ اقتدار کا خوبصورت منثور قصیدہ ہو سکتی ہیں ایک پارٹی کے حق میں پُرجوش تقریر ہو سکتی ہیں۔ تخیل کا ایک خوبصورت خاکہ ہو سکتی ہیں، طبع زاد افسانہ ہو سکتی ہیں تاریخ نہیں۔ یا ہم انہیں حریت پسندوں کے بارے میں کسی انگریز کی گالیوں کا مجموعہ کہہ سکتے ہیں، انگریزی سی۔آئی۔ڈی کی رپورٹ کہہ سکتے ہیں لیکن تاریخ نہیں کہہ سکتے۔ الفاظ و مطالب کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کرکے اس پہ تاریخ کی تہمت عاید کرکے طلبہ پہ ایک ظلم عظیم کیا جاتا ہے۔

غیر عملی تعلیم سائنس کی جو تعلیم بھی دی جاتی ہے، اس کے بارے میں طالب علم رٹا لگا کر امتحانی پرچہ

تو سیاہ کر سکتا ہے لیکن وہی بات سمجھا نہیں سکتا بیان نہیں کر سکتا، یا اس کے مطابق عملی تجربہ کر کے دکھا نہیں سکتا جو باتیں وہ امتحان پاس ہونے کے لئے یاد کرتا ہے۔ وہ ان کی عملی شکل سے بھی آشنا نہیں ہوتا بلکہ اساتذہ بھی ان باتوں کو عملی ہیکیہ کی صورت میں نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے یہ تمام باتیں جلد ہی طالب علم کے ذہن سے پانی پر سے نقوش کی طرح معدوم ہو جاتی ہیں۔

اساتذہ کی بے علمی اساتذہ جو مضمون پڑھاتے ہیں، ان کا اپنا علم بھی اس مضمون کے بارے میں قابلِ اعتماد نہیں ہوتا۔ اور سکولوں میں تو اساتذہ کو کئی مختلف اور باہم مخالف و متضاد مضامین پڑھانے پڑھتے ہیں، نتیجۃً وہ کوئی مضمون بھی باحسن نہیں پڑھا سکتے اور لڑکے رٹا لگا کر امتحان پاس کرنے کے لئے بازار سے خلاصے حاصل کرنا زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔ اور اہلِ زر تو یہ تکلف بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ امتحان میں کامیابی کے لئے ان کی دولت بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ اساتذہ کرام بچپن سے ہی طلبہ کا اردو میں تلفظ جتنا خراب کرتے ہیں الامان والحفیظ معمار کو مُعتَمار (م مغموم ع مکسور م مشدد) اَخلاق کو اِخلاق (بکسر الف) پڑھاتے عام نظر آتے ہیں۔ اور پھر عبارت کا معاملہ تو شاید ہی کوئی طالب علم درست عبارت لکھ پاتا ہو۔ اساتذہ خود مالی طور پر اتنے پریشان ہوتے ہیں کہ وہ اپنے علم میں ترقی سے زیادہ گریڈ میں زیادتی کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اور تعلیم کو وہ صرف ایک بیگار خیال کر کے وقت گزارنے کے خواہشمند نظر آتے ہیں۔

کردار طلباء کے کردار کو سنوارنا نہ حکومت کے مدِنظر ہوتا ہے، نہ اہلِ مدرسہ کے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ پوری محنت سے طلبہ کا کردار ہر قسم کی برائیوں سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی طالب علم اپنے ماحول کی خوبی کی وجہ سے اچھے کردار کا حامل ہو تو یہ مدارس اس کے کردار میں برائیوں کے پیوند ٹانکنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں اکثر اساتذہ کا اپنا کردار ایسا ہوتا ہے جسے دیکھ اور سن کر شرافت کے ماتھے پر پسینہ آجائے اساتذہ خود دین و مذہب اور شرافت و اخلاق سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ طلبہ کے کردار کو شرافت کے سانچوں میں ڈھالنے سے قاصر رہتے ہیں اسی وجہ سے علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا — کہاں سے آئے صدائے لا الٰہ الا اللہ

فکر طلبہ کی فکر غیر اسلامی اور غیر اخلاقی سانچوں میں ڈھالی جاتی ہے، اور اس میں کفر و الحاد کے پیوند ٹانکے جاتے ہیں۔ مذہب کی تحقیر اور شرافت کی تذلیل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اور طلبہ ان فنون میں پوری طرح اناڑی اور ماہر ہوتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دین و مذہب اور ملک و ملت کی تباہی کے جو سامان ہمارے دنیوی تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل طلبہ نے کئے اور جن تباہیوں سے ہمارے ملک کو دوچار کیا۔ یہ سب کچھ کفار بھی نہ کر سکتے تھے ؎

کوئی کافر دی تذلیل نہ کر سکتا تھا — مرحمت کی ہے یہ سومنات مسلماں نے مجھے

مقصدِ زندگی طلبہ کا مقصدِ زندگی مال و دولت کا حصول اور جسم کی آسائش و آرائش کے تنگ دائرے میں ہی محدود ہوتا ہے۔ اور یہ فکر ہمارے تعلیمی اداروں میں پل کر جوان ہوتی ہے، حالات و وقائع اسے بڑھاتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ یہ فارغ التحصیل ہو کر بدکرداریوں کے وہ گل کھلاتے ہیں جسے دیکھ کر کفار بھی شرما جائیں، اور انتظامیہ میں شامل ہو کر رشوت بے ایمانی اور بدعنوانیوں میں ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔

آرام طلبی اس تعلیم میں چونکہ محنت سے زیادہ بدعنوانی اور مال و زر کام آتا ہے۔ اس لئے طلبہ میں آرام طلبی اس حد تک سرایت کر جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے۔ نصابِ تعلیم کی بے دینی کی بدولت خدا سے تو پہلے ہی بیگانہ ہو جاتے ہیں بعد میں دنیا کا صنم بھی بمشکل ہی حاصل ہوتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ دورانِ تعلیم توڑ پھوڑ ان کا بہترین فن اور تعلیم کے بعد ڈگری پکڑ کر نوکری ڈھونڈھنا ان کا واحد مشغلہ ٹھہرتا ہے۔

یہ ایک طائرانہ نگاہ سے مختصر تجزیہ پیش کیا ہے غائر نظر سے دیکھنے سے اس نصاب کی تہ میں اور بھی کئی لہریں نظر آئیں گی اور اگر میں ان کے مالہ اور ماعلیہ پر تبصرہ کرنا چاہوں تو یہ مختصر مضمون ان تمام تفصیلات کا متحمل نہیں ہو سکتا، لہٰذا ان تمام باتوں کو کسی دوسری صحبت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں۔ اور فی الحال اس مختصر جائزہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں ؎

طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ   دو آنسو ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

■■

HUSEIN

PAKISTAN'S LEADING
MANUFACTURERS AND EXPORTERS

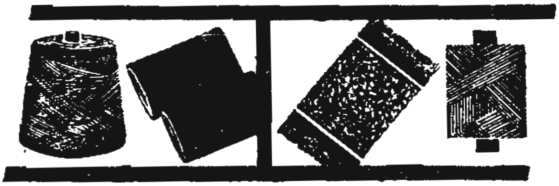

QUALITY COTTON
FABRICS & YARN
HUSEIN TEXTILE MILLS

COTTON SEWING THREAD &
TERRY TOWELS
JAMAL TEXTILE MILLS

For enquiries for Sheetings, Cambrics,
Drills, Duck, Poplins, Tussores,
Gabardine, Corduroy, Bed-Sheets, Terry Towels,
Cotton Sewing threads and yarns, please write to :

HUSEIN INDUSTRIES LTD

6th floor, New Jubilee Insurance House,
I. I. Chundrigar Road, P. O. Box No. 5024
KARACHI
Phone 228601 (5 lines) Cable "COMMODITY"

••••